خطبہ جمعہ

یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہماری تمام برکتیں درود سے وابستہ ہو چکی ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے درُود ہی کی برکت سے دنیا میں اسلام پھیلے گا

دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت پھیل رہی ہے درُود شریف کی گونج سے وہ سارے علاقے گونج اٹھنے چاہئیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۲؍مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲؍امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(سورة الاحزاب آیت ۵۷)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو (سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)۔ درود شریف کی برکتوں سے متعلق گزشتہ خطبے میں میں نے کچھ مضمون بیان کیا تھا۔ اس خطبے میں انشاء اللہ اسی مضمون کو حدیثوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں کے ساتھ آگے بڑھاؤں گا۔

پہلی حدیث جو میں نے چنی ہے وہ سنن ابن ماجہ کِتَابُ اِقَامَةِ الصَّلوٰةِ والسُّنَّةِ فِيْهَا سے لی گئی ہے ۔حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب چاہے تو اس میں کمی کرے چاہے تو اسے زیادہ کرے۔ (سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها) ۔یہ دن رات کے ہر عرصے پر پھیلا ہوا مضمون ہے جس وقت بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر دھیان جائے آپ پر درود بھیجنا چاہئے کیونکہ جس نسبت اور جس شدت اور خلوص کے ساتھ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجیں گے اسی نسبت، اسی شدت، اسی خلوص کے ساتھ فرشتے بھی ہم پر درود بھیجیں گے۔

یہاں یہ قابل توجہ امر ہے کہ اللہ درود بھیجتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ کیسے درود بھیجتا ہے۔ اللہ کے درود بھیجنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ گویا اللہ کسی اور سے دعا کرتا ہے۔ وہ برکتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا فرماتا ہے ویسی ہی برکتیں حصہ رسدی ان مومنوں کو بھی عطا فرما دیتا ہے جنہوں نے پورے خلوص اور محبت واخلاص کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجا۔ اب اس میں کمی یا زیادتی کرنی، مراد ہے زیادہ وقت درود بھیجنا یا کم وقت بھیجنا ہر شخص کی اپنی توفیق کے مطابق ہے۔

ایک اور حدیث سنن ابن ماجہ سے اخذ کی گئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا اس نے جنت کا رستہ کھو دیا، یا وہ جنت کے رستے سے ہٹ گیا۔ (سنن ابن ماجه كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها باب الصلوٰة على النبی ﷺ)۔ اب یہاں لفظ بھولنا استعمال ہوا ہے جس سے بظاہر یہ اثر پڑتا ہے کہ اگر کوئی بھول کر بھی کبھی رسول اللہ ﷺ پر درود نہ بھیجے اور بھول جائے اس بات کو تو ہر وقت اس کا مؤاخذہ ہوگا اور وہ جنت سے بھٹک جائے گا۔ یہاں لفظ نَسِیَ کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم اس کے ایک اور معنے بیان فرماتا ہے انہیں معنوں کا یہاں اطلاق ہوتا ہے۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِّمَا تَعْمَلُوْنَ "۔ اس نصیحت کے بعد فرمایا "وَلَاتَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوْا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ" ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ وہاں بھلانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی یاد دل سے کلیۃً نکل گئی اور وہ لوگ جو اپنے دل کو اللہ کی یاد سے خالی کر بیٹھتے ہیں۔ پس نَسِیَ کا یہی معنی اس حدیث میں درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو مجھ پر درود بھیجنا بھلا بیٹھتے ہیں ان کو یاد ہی نہیں آتا کہ اس درود کی کتنی اہمیت ہے وہ لوگ ہیں جن کا جنت کا رستہ کھویا جاتا ہے۔ ورنہ کبھی اتفاقاً بشری کمزوری کی وجہ سے یا دیگر مصروفیات کے باعث انسان اگر درود پڑھنا بھول جائے تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ اسی وقت جنت کے رستے سے ہٹ کر جہنم کے رستے کی طرف سفر شروع کر دیتا ہے۔

ایک حدیث سنن ابی داؤد سے کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ سے لی گئی ہے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تمہارے بہترین ایام میں سے ایک جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم پیدا کئے گئے، اسی روز انہیں وفات دی گئی، اسی روز نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔ پس اس روز تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھے پہنچایا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا یعنی جسم مٹی بن گیا ہوگا تو اس وقت ہمارا درود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

اب یہ ایک ایسی حدیث ہے جس پر سے سرسری گزرنا نہایت بے وقوفی ہوگی کیونکہ اس میں بہت سے مضامین ڈوبے ہوئے ہیں اور ان کو کھول کر، ان کی تلاش کر کے پوری تحقیق کے ساتھ ان کو سمجھنا ضروری ہے۔ سب سے پہلے لفظ جمعہ کا تعلق ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جمعہ سب دنوں میں بہترین ہے۔ فرمایا ہے جمعہ بہترین دنوں میں سے ایک ہے اور اس دن آدم کی پیدائش ہوئی۔ اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی پیدائش کے متعلق دوشنبہ کا دن بتایا جاتا ہے، پیر کا دن۔ اگر یہ معنی لئے جائیں کہ جمعہ چونکہ بہترین دن تھا اس لئے آدم کی پیدائش ہوئی، تو پھر اس دن رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کیوں نہ ہوئی۔ پس آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جمعہ بہترین دن ہے بلکہ بہترین دنوں میں سے **ایک دن** ہے ایک تو یہ پہلو ہے جسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔

دوسرا جمعہ کا مضمون بہت گہرا اور وسیع ہے اس سے جو لفظ جمعہ، جمعہ کے دن پر اطلاق پاتا ہے۔

جمعہ ایک زمانے کا نام ہے اور اس زمانے میں جمعیت کے معنے داخل ہوتے ہیں مختلف چیزوں کا آپس میں ملا دینا۔ پس جب اس پہلو سے اس حدیث کا مطالعہ کریں تو بہت وسیع مضمون ہے جو اس میں بیان ہوا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دن نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔ اگر قیامت کا دن مراد ہو تو وہاں جمعہ کے دن کی کیا بحث ہے وہاں تو ازل اور ابد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ وہاں یہ بحث ہی نہیں ہوتی کہ دن کون سا ہے۔ قیامت کا وقت تو ایک عرصے کا نام ہے اور یہ جو دن ہم گنتے ہیں ان دنوں کی بحث نہیں ہے۔ اس میں طویل زمانے کا نام ہے اور اس کو جمعہ کہنا کن معنوں میں درست ہے صرف ان معنوں میں کہ اس دن تمام اگلے اور پچھلے اکٹھے کر دئے جائیں گے۔

اور جمعہ میں یہ اولیت کا مضمون جو ہے یہ اولیت رکھتا ہے لفظ جمعہ میں داخل ہے اور اس کی ہر شکل میں اس مضمون کی کوئی نہ کوئی تصویر ملے گی۔ پس یہ جو فرمایا کہ اسی روز نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہو گیا تو جہاں تک اخروی دنیا کا تعلق ہے جمعہ کے یہ معنے پیش نظر رہنے چاہئیں۔ اولین اور آخرین سارے اکٹھے ہو جائیں گے اور وہ ایک دن نہیں ہوگا کہ سورج چڑھا اور دن ہوا اور سورج غروب ہوا تو دن غروب ہوا بلکہ ایک زمانہ طلوع ہوگا اور اس سارے زمانے کا نام جمعہ ہے۔

دوسری بات جب اس دنیا پر اس کا اطلاق کر کے دیکھیں تو ایک اور مضمون ابھرتا ہے جس کا سورہ جمعہ میں ذکر موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی روز نفخ صور ہوگا یعنی **تمام بنی نوع انسان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دین کی طرف بلایا جائے گا اور یہ نفخ صور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ہے اور اس کے متعلق بکثرت شواہد ملتے ہیں احادیث میں بھی اور گزشتہ اولیاء کے حوالوں سے بھی کہ یہ وعدہ کہ تمام دنیا کے ادیان پرمحمد رسول اللہ ﷺ کا دین غالب آئے گا یہ مسیح موعود کے زمانے میں پورا ہونا ہے۔**

اس لئے نفخ صور کہ اگلے اور پچھلے اکٹھے ہو جائیں یہ ہر پہلو سے ہوگا۔ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ بھی تو فرمایا ہے۔ یہ وہ دور ہوگا کہ تمام انبیاء محمد رسول اللہ کی غلامی میں اپنی قوموں کے ذریعے حاضر ہو جائیں گے۔ پس بہت وسیع مضمون ہے جو اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے لیکن اس کی وسعت پر نظر رکھنی انتہائی ضروری ہے ورنہ سرسری گزرنے سے یہ سارے معانی ہاتھ سے ضائع ہو جائیں گے۔ تو دوسرا صور پھونکنے کا معنی ہے وہ دور جس میں تمام دنیا کی قوموں اور تمام انبیاء کے پیروکاروں کو دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف بلایا جائے گا ان معنوں میں اگلے اور پچھلے سب اکٹھے کر دئے جائیں گے۔

اور 'اسی روز غشی ہوگی'۔ غشی ہونے کا مفہوم اگر دنیا میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عظیم عالمی جنگ اسی دور میں ہوگی جس کے نتیجے میں تمام بنی نوع انسان تتر بتر ہو جائیں گے اور ایسا حال ہوگا جیسے غشی طاری ہوگئی ہے اور یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مقدر ہے۔ نہ صرف یہ کہ مقدر ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بارہا اس کی خبر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آپ ہی کے زمانے میں یعنی اے مسیح تیرے ہی زمانے میں یہ عظیم عالمی جنگیں ہونگی اور ان جنگوں میں آپ کے سامنے ایٹمی ہتھیاروں کے ذریعے لڑائی کی پیشگوئی بیان کی گئی اور یہ مضمون بھی میں بارہا بیان کر چکا ہوں، بڑا تفصیلی ہے۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایٹمی جنگ کے بغیر حقیقت میں غلبۂ اسلام ممکن نہیں ہے۔** ایٹمی جنگ کے ذریعے بڑی بڑی طاقتیں کچلی جائیں گی اور ان کے دماغ درست ہو جائیں گے اس وقت وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی کے لئے ذہنی اور نفسیاتی لحاظ سے تیار ہونگی اور یہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مقدر تھا کیونکہ آپ ہی نے سب کو محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے اکٹھا کرنا تھا اس لئے ایٹم کے زمانے کے متعلق قرآن کریم میں جتنے حوالے ملتے ہیں وہ آخری دور میں پورے ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔

اور اس کے ساتھ مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کو ملا کر دیکھیں تو صاف سمجھ آجاتا ہے کہ جس کے زمانے میں یہ واقعہ ہونا ہے اس کو خدا نے واضح طور پر بتا بھی دیا کہ تیرے زمانے میں ایسی لڑائیاں ہونگی کہ جہاں کثرت کے ساتھ زمین کے بعض خطوں سے زندگی کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اب کوئی منصف انسان ذرا بھی دل میں انصاف رکھتا ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اپنے آپ کو منتقل کر کے دیکھے کیا وہ ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے اس زمانے کے ہتھیاروں کو پیش نظر رکھ کر کہ لڑائی ہو رہی ہو اور زمین سے زندگی کا نام و نشان مٹ جائے۔ جہاں لڑائیاں ہوتی ہیں وہاں تو گدھ بھی اترتے ہیں، وہاں غول بیابانی آجاتے ہیں اور طرح طرح کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں یہ اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نقشہ کھینچتے تو انسان سمجھ سکتا تھا کہ کسی انسان نے اپنی فہم کے مطابق ایک تصور باندھا ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام یہ تصور باندھ ہی نہیں سکتے تھے، اس وقت کی عالمی جنگوں کی خبر دے رہے ہیں اور زندگی کا نشان مٹا رہے ہیں۔ میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے جہاں عالمی جنگیں ہوتی ہیں وہاں تو کئی منحوس زندگی کی شکلیں زیادہ دکھائی دینے لگتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا دور ہے جس کے متعلق فرمایا ہے اسی روز غشی ہوگی یعنی وہ اتنا خطرناک دور ہوگا کہ پہلے لوگ مدہوش کر دئے جائیں گے، مارا مار پھریں گے، کچھ سمجھ نہیں آئے گی کہ کیا ہو گیا ہے دنیا کو۔ پھر وہ دین اسلام کی طرف راغب کئے جائیں گے۔

اور اس کے بعد فرمایا پس اس روز تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ پس جماعت کے لئے دیکھو کتنی بڑی خوشخبری ہے اس میں کہ **یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہماری تمام برکتیں درود سے وابستہ ہوچکی ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں کثرت سے درود بھیجنے کے نتیجے میں ہم ان عالمی مصیبتوں سے بچائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے درود ہی کی برکت سے دنیا میں اسلام پھیلے گا۔** ظاہر بات ہے جب رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو گے تو رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے والوں کی کثرت ہوگی۔ کیونکہ آسمان سے خدا اور اس کے فرشتے بھی درود بھیج رہے ہونگے جس کے اندر ایک عددی برکت بھی شامل ہوتی ہے۔ **پس کثرت سے درود بھیجو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے تم پر اور خدا کے فرشتے بھی تم پردرود بھیجیں گے اور اس کے نتیجے میں عددی برکت بھی نصیب ہوگی۔**

اب یہ اگلا حصہ ہے جو قابل توجہ ہے۔ راوی کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! جب آپؐ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا تو اس وقت ہمارا دُرود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ یہاں ایک غلط فہمی دور کرلیں کہ مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ، نعوذ باللہ من ذلک، رسول اللہ ﷺ اپنی قبر جو جسمانی مٹی کی قبر ہے اس میں زندہ باشعور لیٹے ہوئے ہیں اور مٹی کو حکم نہیں ہے کہ آپ کو چکھے اور اس تنگ قبر میں لیٹے لیٹے آپ پر درود پیش کئے جارہے ہیں۔ یہ نہایت جاہلانہ تصور ہے جو ازمنہ گزشتہ کے ملاں تو کہہ سکتے ہیں مگر کوئی باشعور انسان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عظیم الشان مرتبے سے واقف ہو، اس کی خاک سے بھی واقف ہو، ناممکن ہے کہ وہ یہ خاکی تصور بھی کر سکے۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے ہیں اور کس شان کی زندگی ہے ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مسیحی کہتے ہیں مسیح آسمان پر اپنے رب کے دائیں طرف جا بیٹھا۔ دائیں طرف بیٹھنے سے مراد ہے اس کو ایک عزت کا مقام اور مرتبہ ملا ہے مگر وہ ظاہری معنے جتنے بھی کرتے پھریں ہمیں ان سے کوئی غرض نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے رب کے حضور اس کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ آپ کا دائمی روحانی وجود جو بھی شکل رکھتا ہے اس کا تصور ہم نہیں باندھ سکتے، نہ قرآن کریم اس کے متعلق ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم اپنی طرف سے ٹامک ٹوئیاں ماریں۔ ہم سوچ ہی نہیں سکتے۔ قرآن کہہ رہا ہے تمہیں پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ تم کس شکل میں دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔ جب ہمیں اپنا نہیں پتہ لگ سکتا تو محمد رسول اللہ کا کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ آپ کی کیا روحانی شکل اور صورت اور حیثیت ہوگی۔

پس اس خیال سے یہ تصور نہایت ہی گستاخانہ ہے کہ گویا قبر کے اندر رسول اللہ ﷺ لیٹے ہوئے ہیں اور باشعور ہیں اور اسی قبر میں جہاں ہلنے کی بھی گنجائش نہیں ہے وہاں ہر وقت فرشتے درود لے کے پہنچ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ملاء اعلیٰ میں ہیں۔ اس مادی قبر میں نہیں ہیں۔ لیکن اس جواب کا پھر کیا مطلب ہے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اللہ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے مراد یہ ہے کہ وہ اس زمین میں نہیں رہیں گے، وہ آسمان کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ اہل زمین نہیں سوچ سکتے کہ زمین پر انبیاء کے وجود حرام ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلے ان کی آسمانوں کی طرف رفعت ہوتی ہے چنانچہ دوسری احادیث بڑی وضاحت سے یہ مضمون بیان فرما رہی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ انبیاء کی روح تین دن کے اندر صعود کر جاتی ہے۔ اب تین دن کے اندر روح صعود کر گئی تو قبر میں پھر کیا باقی رہا۔ اس لئے غور کرنا چاہئے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر ہو اور آپ کی شان بیان ہو رہی ہو وہاں اسی نسبت سے اپنے ذہنوں کو تیز کریں اور غور و فکر کر کے رسول اللہ ﷺ کا مقام اپنے تصور میں لانے کی کوشش کریں۔ ہر نبی کا صعود اگر چالیس دن سے پہلے پہلے تین چار دن کے اندر ہی ہو جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا صعود تو لازماً اس عرصہ میں ہو چکا ہے اور مٹی پر آپ کا وجود حرام ہو گیا ہے۔ اس کا ظاہری معنی اگر کوئی یہ کرنا چاہے کہ مٹی انبیاء کے وجود کو خراب نہیں کرتی تو یہ کر سکتا ہے، بے شک کرے مگر اس میں زندگی نہیں ہوتی۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ بعض احمدیوں کی قبروں کو جب اکھیڑا گیا اور کئی دن کے بعد اکھیڑا گیا جبکہ دشمنوں نے شرارت کے ساتھ ان کو قبروں سے باہر نکال کر کہیں اور دفن کرنے پر اصرار کیا تو دیکھنے والے حیران رہ گئے کہ ان میں کسی قسم کی کوئی بدبو نہیں تھی بالکل تروتازہ لاش تھی اور اس پر احمدی نہیں بلکہ کثرت کے ساتھ غیر احمدی گواہ ہیں اور یہ واقعہ ایک دفعہ نہیں ہوا، کئی دفعہ ہوا ہے۔

پس اس پہلو سے انبیاء کے متعلق یہ بیان کرنا اور یہ تسلیم کر لینا کہ انبیاء کے جسم کو مٹی خراب نہیں کرتی یہ معنے لازماً درست ہیں لیکن جو اصل روحانی معنی ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء کے وجودوں پر زمین قبضہ نہیں کر سکتی، وہ آسمان کے لئے بنائے گئے ہیں، وہ رفعتوں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس لئے اگر ظاہری وجود کو بھی مسخ نہیں کر سکتی تو ان کی روح پر قابض کیسے ہو سکتی ہے۔ پس مٹی کا کام نہیں کہ انبیاء کو اپنی رفعتوں اور اپنے صعود سے روک سکے۔ یہ معنی ہیں جو اس حدیث سے پوری طرح کھل کر سامنے آتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شان کے مطابق ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

ایک روایت سنن ابن ماجہ کِتَابُ اِقَامَۃُ الصَّلوٰۃِ وَالسُّنَّۃِ فِیْھَا سے لی گئی ہے۔ اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھی طرح سے بھیجا کرو۔ اب یہ حدیث دراصل ان معنوں میں حدیث نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس طرح مجھ پر درود بھیجو۔ وہ حدیث میں پہلے پڑھ چکا ہوں اور کامل درود وہی ہے جس کا ذکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو التحیات کے بعد نماز میں ہمیں پڑھنے کا حکم ہے۔ اس پر جتنا غور کریں ہر پہلو سے وہ کامل ہے اور وہی

اصل ہے لیکن صحابہ نے اپنی محبت اور عشق میں کئی طریقے سوچے ہیں کہ اس طرح بھی درود بھیجو تو اس طرح تمہاری محبت بڑھے گی اور یہ ساری وہ باتیں ہیں جو عام انسان پوری طرح یاد نہیں رکھ سکتا لیکن نمونۃً میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس طرح درود پڑھنے کے کچھ طریقے صحابہ نے سکھائے۔ مگر اصل وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خود سکھایا اور اسی میں درود کی ہر صورت شامل ہو جاتی ہے۔

بہر حال یہ حدیث یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ درود اچھی طرح بھیجا کرو۔ تمہیں کیا معلوم کہ ہو سکتا ہے وہ آنحضرتؐ کے حضور پیش کیا جاتا ہو۔ اب رسول اللہ ﷺ تو قطعی طور پر فرما رہے ہیں کہ پیش کیا جاتا ہے اور ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ پیش کیا جاتا ہو اس لئے اچھی طرح بھیجا کرو۔ اس حدیث میں محبت کا اظہار تو ہے مگر اس حدیث کو جو رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمائی ہے اُس طریقِ درود کو جو رسول اللہ ﷺ نے خود بیان فرمایا ہے اس کو یہ مضمون چھو بھی نہیں سکتا۔ راوی کہتا ہے کہ سامعین نے ان سے کہا آپ ہمیں اس کا طریقہ بتائیں۔ انہوں نے کہا یوں کہا کرو اے اللہ اپنی جناب سے درود بھیج، رحمت اور برکات نازل فرما، سید المرسلین اور متقیوں کے امام اور خاتم النبیین محمدؐ اپنے بندے اور اپنے رسول پر جو ہر نیکی کے میدان کے پیشوا اور ہر نیکی کی طرف لے جانے والے ہیں اور رسولِ رحمت ہیں۔ اے اللہ تو حضرت محمدؐ کو ایسے مقام پر فائز فرما جس پر پہلے اور پچھلے سب رشک کریں۔

اب یہ ایک عاشق صحابیؓ کا درود بھیجنے کا ایک اپنا طریق ہے اور اس میں وہ بہت سی باتیں، بہت سے القابات ایسے بیان فرمائے گئے ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے طریق میں ذکر نہیں ملتا اور میرے نزدیک وہی درود کامل ہے اور اس میں سارے درود شامل ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے صحابہ کو سکھایا۔ اب میں گزشتہ خطبے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس بیان کر رہا تھا جب وقت ختم ہوا اور یاددہانی کی خاطر میں دوبارہ شروع سے ہی وہ نشان آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں درود کی برکات کا ذکر ہے۔

نشان نمبر ۷۷ تاریخ ۱۸۸۰ عیسوی یعنی دعویٰ ماموریت سے پہلے کا نشان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب نزول المسیح میں درج فرمایا ہے "ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقے سے تین دفعہ سورۃ یٰسین سنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے اور بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے دعا سکھلائی "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ، اور القاء ہوا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال"۔ یہ حصہ بیان کرنے والا رہ گیا تھا جو میں اب بیان کر رہا ہوں۔ ایک طرف درود سکھایا گیا جس کی برکت سے شفا ہو گئی، دوسری طرف شفا کا جو ظاہری جسمانی طریقہ تھا وہ بھی سکھایا گیا۔ پس یاد رکھیں کہ محض دعا پر انحصار کافی نہیں کیونکہ قانون قدرت بھی اللہ ہی کا پیدا کردہ ہے۔ اگر دعا قبول ہو تو اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ خود ہی وہ مادی طریقہ بھی سمجھا دیتا ہے جسے ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔

اور درود شریف کی برکت کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی سکھا دیا کہ پہلے اللہ کی حمد اور اس کی عظمت بیان کر پھر دُرود پڑھ اور اس کے نتیجے میں مجھے شفا ہو گی لیکن مادی طریق پر وہ ریت حاصل کر جس میں کچھ دریا کا پانی ملا ہوا ہو۔ اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس بیماری سے اس کا کیا تعلق تھا کہ وہ ریت کا ملنا گویا موت کے منہ سے واپس کھینچ لینے والی بات تھی مگر ہوا یہی۔ "دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو"۔ اب تفصیلی روایات میں ذکر ملتا ہے کہ دریائے بیاس کی طرف آدمی دوڑائے گئے اور فوری طور پر وہاں سے دریا کے پانی میں ریت ملی ہوئی یا ریت میں پانی ملا ہوا وہ حاضر کر دیا گیا۔ اس حالت میں جب آخری وقت سمجھا جا رہا تھا، جب یٰسین پڑھی جا رہی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی طاقت بھی عطا فرما دی کہ آپ نے اس ریت میں ہاتھ ڈالا اور یہ دعا کرتے ہوئے اپنے جسم پر ملنا شروع کیا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ، دو ایسے کلمات ہیں جن کی عظمت کا بیان ممکن نہیں۔ یہ وہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے لیکن اللہ کے نزدیک بہت عظمت اور بہت وزن رکھنے والے ہیں۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پاک ہے اللہ، ہر بدی، ہر کمزوری سے پاک لیکن وَبِحَمْدِہٖ ایسا پاک ہے جس کے ساتھ اس کی حمد بھی، ابدی اور ازلی حمد بھی ساتھ لگی ہوئی ہے۔ بہت کامل ایک دعا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ازلی اور ابدی عظمتوں کا ذکر ہے اور ایسا برائیوں سے پاک ہونے کا ذکر ہے کہ اس کے ساتھ حمد بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے جاری و ساری ہے۔ پس اس پر جتنا غور کریں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی حمد اور مجد کے ساتھ دل بھر جاتا ہے اور لبریز ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ، عظمت اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک ہو اگر وہ عظیم ہونا چاہے اور ہر قسم کی حمد سے اپنے آپ کو منور کر لے، جتنی بھی اس کی توفیق ہے اللہ کی حمد میں سے لے اور اپنی ذات میں اس کو جاری کرے۔ اگر عظمت چاہتے ہو تو عظمت کے گُر اللہ سے سیکھو۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ، یہ اللہ ہے جو عظیم ہے۔ کہنے کو تو لوگ کہتے ہیں بڑا عظیم ہے خدا مگر عظمت کے یہ طریق ہیں۔ پس مومنوں کو بھی اسی میں اشارہ فرما دیا کہ تم عظمتیں اپنے رب سے تلاش کرو اور اس پہلو سے سب سے زیادہ عظمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے رب سے حاصل کی ہیں، سب سے زیادہ حمد کے ترانے محمدؐ رسول اللہ نے گائے ہیں اور آپ کا وجود ہمارے لئے نمونہ بن گیا۔ عظیم خدا سے تعلق جوڑ کر ایسے عظیم بندے بنا کرتے ہیں۔ پس بہت کامل دعا ہے۔

یہ دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب پڑھی اور جیسا کہ ظاہر ہے بہت دل کی گہرائی سے اس دعا کو آپ نے پڑھا، عام آدمی دعا کرتے کرتے گزر جاتا ہے۔ اس کے تصور میں یہ بات ڈوبتی نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لازماً دل کی گہرائی سے اس دعا کو پڑھا ہوگا کیونکہ اس کی برکتیں پھر آپ کو نصیب ہوئی ہیں اور ساتھ ریت کے پانی میں ہاتھ ڈالا اور اپنے جسم پر وہ ملنا شروع کیا۔ فرماتے ہیں "اپنے سینے اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اسکو پھیر کہ تو اس سے شفا پائے گا"۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو القاء ہوا کہ یہ جو پانی ہے جس طرح کہ اللہ نے تمہیں سمجھایا ہے، تیرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی ہے اس کو اپنے بدن پر مل۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا" اور ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا" فرماتے ہیں "ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجھ بکلی صحت ہو گئی" بیماری کا نام و نشان باقی نہیں تھا۔

اب اگر یہ اعجاز نہیں تو پھر کوئی اعجاز دکھاؤ تو سہی دنیا میں۔ لوگ چھپ چھپ کے روتے پھرتے ہیں اور بیماری کا حال یہ ہے کہ سمجھتے ہیں کہ اب گیا اور اب گیا اور اچانک اس کا نام و نشان تک مٹ گیا پھر یہ الہام ہوا "وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ" یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو ہم نے شفا دے کر دکھایا ہے تو تم اسکی نظیر پیش کرو" (نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۸۶)۔ ایسا عظیم الشان نشان اس زمانے میں آپ کو ڈھونڈے سے نہیں ملے گا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے اس وضاحت کے ساتھ، اس شان کے کبریائی کے ساتھ اپنے بندے کی حمد کو قبول کیا اور اس کو ہر بیماری سے شفا دے دی۔

اب مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی یہ روایت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "میں نے ایک بار خود حضرت امام علیہ السلام سے سنا" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے۔ "آپ فرماتے تھے کہ درود شریف کے طفیل اور برکت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں"۔ مجھے جو خدا نے "میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا"، کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ فرمایا درود شریف کی برکت سے خدا نے یہ سب درجے مجھے دئے ہیں۔ "میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں"۔ یعنی وہ درود جو انسان کے دل سے اٹھتا ہے، یہ جو پہلے ذکر گزرا ہے کہ خدا کی طرف سے آپ کو پہنچتے ہیں کس طرح پہنچتے ہیں یہ بیان ہے اب۔ ایک ایسا حقیقی بیان ہے، ایک عارف باللہ کا بیان ہے جس نے اپنے تجربے سے اس مضمون کو سمجھا اور اپنے تجربے کو آپ کے سامنے بیان کر رہے ہیں۔

فرمایا وہ اس طرح "نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں" اب سینے میں جذب ہونا پھر قابل توجہ ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ ایک آدمی کا چھوٹا سا سینہ ہے اس میں جذب ہو رہے ہیں۔ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا روحانی سینہ اتنا وسیع ہے کہ عام انسان اس کا تصور بھی نہیں باندھ سکتا۔ اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کا درجہ اور آپ کی عظمت کا مقام جبرائیل سے بلند تر ہے اور جبرائیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی موجود ہے کہ افق تا افق جبرائیل نے تمام جو کو بھر دیا۔ اس کو سینہ کہتے ہیں جس کے اندر چیزیں سما جاتی ہیں۔

اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سینے میں جاتے اور اس میں جذب ہوتے ہیں تو یہ مراد ہرگز نہیں کہ ایک انسان کا چھوٹا سا سینہ ہے اس کے اندر یہ نوری ستون جا کر اس میں جذب ہو رہے ہیں، ہرگز نہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ہرگز یہ مراد نہیں۔ مراد یہ ہے کہ آپ کے سینے کی وسعت کی انتہا لامحدود ہے۔ کوئی انسان تصور نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ کے اس پاک بندے کے روحانی سینے کا حدود اربعہ کیا ہے۔ عظیم الشان سینہ ہے جس میں تمام دنیا میں درود بھیجنے والوں کے درود جذب ہو رہے ہیں اور فرشتوں کے درود بھی جذب ہو رہے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں وہاں جاکر جذب ہو جاتے ہیں "وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہانالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں"۔ اب دیکھ لیں کہ ہر درود پڑھنے والے کا درود دوسرے کے درود سے مختلف ہے۔ **کس محبت، کس خلوص، کس عشق کے ساتھ درود بھیج رہا ھے کس گھرائی سے درود کے مضمون کو سمجھ کربھیج رھا ھے یہ باتیں ہر شخص کے درود کو دوسرے کے درود سے ممتاز کر دیتی ھیں۔** اب اگر رسول اللہ کے سینے میں گویا درود کی ایک ہی نوری صورت جذب ہو رہی ہو اور اسی نوری صورت کا انتشار ہو رہا ہو تو ہر کس و ناکس، ہر بڑے چھوٹے کو ویسا ہی نور ملنا چاہئے۔

اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے متعلق کس قطعیت سے ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ عارف باللہ ہیں۔ یہ مضمون دنیا کے مولویوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ یہ ایک صاحب تجربہ کا بیان ہے اور اتنا درست بیان ہے کہ اس میں کوئی تصحیح ہو ہی نہیں سکتی۔ بعینہ یہی ہوتا ہوگا اور یہی ہوتا ہے اور اسی کا وعدہ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا۔ "وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہانالیاں ہو جاتی ہیں"۔ جب سینہ لاانتہا وسیع ہے تو اس سے نکلنے والی نالیاں بھی لاانتہا ہیں۔ اور بقدر حصہ رسدی ہر حق دار کو پہنچتی ہیں"۔ جیسا جیسا درود بھیجو گے ویسا ویسا درود کا جواب ملے گا۔

"یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا"۔ یہ "واوین" میں مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا۔ یہ الفاظ ہیں۔ "کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا"۔ اور فرمایا "درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں"۔ اب عرش کا مضمون بھی اس سے بہت واضح ہو گیا اور کھل گیا۔ عرش اس مقام ارفع کا نام ہے جس پر رسول اللہ ﷺ فائز ہیں اور اس مقام کو حرکت دینے سے مراد یہ ہے کہ ہمارے درود میں جتنا ارتعاش ہوگا، جتنے جذبات اس کے اندر مچل رہے ہونگے اسی حد تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عرش میں ارتعاش پیدا کرے گا۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس دنیا میں بھی جتنی کسی سے محبت ہو، جتنے جذبے سینے میں موجزن ہوں اس کا اثر اسی حد تک دوسرے پر پڑا کرتا ہے اور بعض دفعہ اس ارتعاش کو بغیر لفظوں کے بھی انسان محسوس کر لیتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھنے کا معنٰی یہ ہے کہ دل کے ارتعاش کے ساتھ، جذبات کے ہیجان کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو اور اسی طرح حصہ رسدی آپ کے عرش میں جو اہتزاز پیدا ہوگا اس سے جو نور تم پر اتریں گے ان سے حصہ پاؤ، ان سے فیض اٹھاؤ۔

فرمایا "جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو"۔ اب یہ حرکت جو لفظ ہے یہ عام آدمی کو پڑھتے ہوئے یہاں سمجھ نہیں آئے گی کہ فیض میں حرکت کیسے پیدا ہو۔ اب میں نے آپ کو سمجھا دیا ہے کہ حرکت کے یہ معنے ہیں کہ تمہارے دل میں جذبات مرتعش ہونگے تو اسی نسبت سے رسول اللہ ﷺ کے روحانی وجود میں وہ ارتعاش پیدا ہوگا اور آپ کے نور سے تم بھی برکت پاؤ گے۔

ایک روایت ہے جس میں درود شریف وغیرہ کی تعداد کا بھی ذکر ملتا ہے مگر عمومی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرح کثرت سے نصیحت فرماتے ہیں اس میں تعداد پر زور نہیں ہے۔ مگر بعض لوگ جو پوچھا کرتے تھے تو ان کے حسب حالات بعض دفعہ تعداد بھی بتا دیا کرتے تھے اور یہ تعداد الگ الگ ہے ہر شخص کے حال کے مطابق۔

حضرت صاحبزادہ عبدالمجید خان صاحب لدھیانوی، جو مبلغ تہران تھے ایران کے جو پہلے مبلغ مقرر ہوئے ہیں وہ صاحبزادہ عبدالمجید صاحب تھے۔ انہوں نے تہران سے پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اپنے خط ۲۸؍دسمبر ۱۹۲۶ء میں لکھا۔ یہ خط پیر منظور محمد صاحب نے شائع کیا ہے۔ ان کے نام انہوں نے وہاں سے خط لکھا جس میں یہ بتایا کہ جب میں چلنے لگا تھا ایران کے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے کیا نصیحت فرمائی تھی۔ الفاظ یہ ہیں: "جب یہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر چکا تو حضور نے فرمایا"۔ یہ ایران کے لئے چلنے سے پہلے کی بات ہے بیعت کے وقت۔ آپ نے فرمایا۔ "بیعت کر چکا تو حضور نے فرمایا کہ مشکلات کے وقت بعد از نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کر کے"۔

نماز قضائے حاجت سے مراد کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ عشاء کے بعد دو رکعتیں نفلی طور پر اپنی حاجت روائی کے لئے پڑھا کرو اور یہ رکعتیں زیادہ ہوتی ہیں مگر نفل کے وقت زیادہ ہوتی ہیں، جب تہجد کا وقت ہو۔ عشاء کے بعد آپ نے دو رکعتوں کا ہی فرمایا ہے جس کو زیادہ توفیق ہو وہ زیادہ بھی کر سکتا ہے۔ جو صبح نہ اٹھ سکے وہ رات کو عشاء کے بعد اس نفلی دعا کی رکعتوں کو زیادہ کر سکتا ہے لیکن جو صاحبزادہ صاحب نے فرمایا وہ یہ تھا "مشکلات کے وقت بعد از نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کر کے سو دو سو دفعہ یا اس سے کم و بیش استغفار اور ایسا ہی سو دو سو دفعہ یا کم و بیش درود شریف پڑھ کر خوب دعا مانگو" اب دیکھ لیں سو دو سو دفعہ، صاف بتا دیا کہ معین تعداد ضروری نہیں کثرت ضروری ہے سو دفعہ تو توفیق ہے تو سو دفعہ، دو سو دفعہ کی توفیق ہے دو سو دفعہ مگر گننے کی ضرورت نہیں، کثرت سے ایسا کیا کرو۔ پہلے استغفار کرو اور استغفار کے بعد اسی تعداد میں کم و بیش پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجو۔ فرمایا پھر جو مانگنا ہے مانگو۔ "اللہ تعالیٰ حاجتوں کو نہیں اٹکا دے گا"۔ یہ بھی بڑا عجیب سا محاورہ ہے۔ حاجتوں کا انکار نہیں کرے گا، نہیں فرمایا ۔"حاجتوں کو نہیں اٹکا دے گا"۔ انسانی حاجتیں اٹک جایا کرتی ہیں کوئی یہاں پھنس گئی، کوئی وہاں پھنس گئی۔ فرمایا اللہ ان کی اٹک دور کر دے گا اور رواں کر دے گا تمہاری ساری ضرورتوں کو۔

الحکم جلد ۷، ۲۸؍فروری ۱۹۰۳ء کے حوالے سے یہ درج ہے کہ "ایک شخص نے بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا"۔ اور یہی اصل بنیادی بات ہے۔ "نمازوں کو سنوار کر پڑھو"۔ یہ وظیفے ڈھونڈتے پھرتے ہو اور وظیفوں کے سہارے سے اچانک ملاء اعلیٰ تک پہنچنا چاہتے ہو یہ سب فضول باتیں ہیں۔ جو طریق محمدؐ رسول اللہ نے سکھائے ہوئے ہیں انہی پر چلو، یہی سب سے بڑا وظیفہ ہے۔ "نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں"۔ سب سے بڑا وظیفہ یہی ہے کہ نماز سنوار کر پڑھو اور رفتہ رفتہ نماز کو سنوار کر پڑھنے سے اس میں لذت پیدا ہوتی ہے اور سارے خزانے اسی نماز سے مل جاتے ہیں۔

"صدقِ دل سے روزے رکھو، صدقہ و خیرات کرو، درود و استغفار پڑھا کرو"۔ تو درود و استغفار پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گویا انسان ایسا صوفی بنے جو نمازوں سے ہی غافل اور مستغنی ہو جائے۔ مرکزی حیثیت نماز روزے کی اپنی جگہ اسی طرح قائم رہتی ہے۔ نمازوں کو درود سے سجاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پہلے ہی وہ طریقہ ہمیں سمجھا دیا ہے کہ نمازوں کو درود سے کیسے سجایا جاتا ہے۔ التحیات کے بعد جب ہم درود پڑھتے ہیں تو اس میں درود کی ساری شکلیں شامل ہو گئی ہیں۔ اور یہی دراصل وہ وظیفہ ہے جس سے دنیا اور آخرت کی کامیابی انسان کو نصیب ہوتی ہے، یہی وہ چابی ہے جس سے دین اور دنیا کے خزانے کھلتے ہیں۔ (الحکم جلد ۷، ۲۸؍فروری ۱۹۰۳ء)

اب بعض لوگ درود پڑھتے ہیں اس طریق پر کہ درود میں وہ اپنی ساری حاجات درود کے الفاظ میں شامل کر لیتے ہیں اس توجہ سے پڑھنا اور درود کے اندر اپنی حاجات کو شامل کرنا بہت ذہنی توجہ کو چاہتا ہے اور ارتکاز ہونا چاہئے اس میں ایک نقطے کی طرف۔ یعنی درود میں جو برکتیں ہیں ان کی طرف ساری انسانی توجہ ڈوب جائے اور وہاں سے پھر وہ برکتیں کھود کھود کر تلاش کرے۔ یہ مفتی محمد صادق صاحبؓ کو شوق تھا کیونکہ آپ نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ درود ہی کے فیض سے سب کچھ نصیب ہو جاتا ہے۔ تو مفتی محمد صادق صاحبؓ کی روایت ہے جو میں اب آپ کے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "ہنوز میں لاہور کے دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل میں ملازم تھا۔ ۱۸۹۸ء کا یا اس کے قریب کا واقعہ ہے کہ میں درود شریف کثرت سے پڑھتا تھا اور اس میں بہت لذت اور سرور حاصل کرتا تھا۔ انہی ایام میں میں نے ایک حدیث میں پڑھا کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ میری ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کریں گی"۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو منع نہیں فرمایا۔ اس نے کہا میری آئندہ سے ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کریں گی۔ "یہ حدیث پڑھ کر مجھے بھی پرزور خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی ایسا ہی کروں۔ چنانچہ ایک روز جبکہ قادیان آیا ہوا تھا اور مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر تھا، میں نے عرض کیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں۔ حضورؑ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اسی وقت میرے لئے دعا کی۔ تب سے میرا اس پر عمل ہے کہ اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں"۔

اب یہ ایک مشکل ورزش ہے یعنی روحانی ورزش تو ہے مگر بہت مشکل ہے کہ اتنی توجہ کرنی کہ درود شریف میں جب انسان آل کی بات کرتا ہے، اس کی صلوٰۃ، اس کے سلام، اس کی برکتوں کی بات کرتا ہے تو اپنے آپ کو اس آل میں شامل کرے اور اس آل میں شامل ہونے کے لئے جو جو تقاضے ہیں، جو جو روحانی تبدیلیاں پیدا ہونی چاہئیں ان کا تصور باندھ کے انسان ان تبدیلیوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کا عہد کرتا چلا جائے تاکہ جتنا اس عہد میں سچا نکلے اتنا ہی درود شریف کے اندر جو برکتیں ہیں وہ اسے نصیب ہونی شروع ہو جائیں گی اور اس کی تمام حوائج اور ضرورتیں اسی سے پوری ہونگی۔ یہ مراد نہیں ہے کہ دنیا کی ضرورتیں ہیں ہی کوئی نہیں۔ بے شمار ضرورتیں ہوتی ہیں اور ہر شخص کے ساتھ وہ ضرورتیں لگی ہوئی ہیں لیکن درود

کے ذریعے ان کو مانگنا یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔

پس وہی نصیحت جو پہلے بیان کی گئی ہے میرے نزدیک سب سے آسان اور سب سے زیادہ قابل عمل ہے کہ نمازوں پر زور دو۔ نمازوں میں اللہ کی محبت میں ڈوب کر اللہ کی حمد بیان کرو، اس کی کبریائی بیان کرو، پھر اسی سے مانگو، اسی سے مدد طلب کرو اور اسی سے صراط مستقیم پر چلنے کی دعا مانگو۔ یہ بڑا وسیع تفصیلی مضمون ہے جو بارہا بیان کیا جا چکا ہے۔ مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے سب فضلوں کی کنجی نماز ہے۔ نماز کو سنوارو پھر روزوں کو سنوارو اور اس کے علاوہ ایک بہت بڑا قبولیت دعا کا راز اس میں ہے اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کر لو۔ اب یہ کام ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ آسان نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ انسان کو نصیب ہو جاتا ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ احباب جماعت درود شریف کی اس برکت سے استفادہ کریں گے۔ اور

تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت پھیل رہی ہے درود شریف کی گونج سے وہ سارے علاقے گونج اٹھنے چاہئیں اور درود شریف کی برکتیں اس طرح آسمان سے نازل ہوں کہ یہ ثابت ہو جائے کہ جماعت نے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے پر دل کی گہرائی سے درود بھیجے۔ یہ اگر کام کر لو تو ساری دنیا کے فاتح ہو جاؤ گے۔ مگر اگر یہ کام کر لو تو دنیا کی فتح سے تمہیں کوئی رغبت ہی نہیں رہے گی پھر دنیا جہاں چاہے جاتی پھرے تم محمدؐ رسول اللہ کے لئے دنیا کے دل جیت لو گے اور یہی ہماری بعثت کا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔